فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: خانہ کعبہ کی تعمیر کتنی بار ہوئی؟

جواب: اس کی صحیح تعداد اللہ ہی جانتا ہے، البتہ کئی مرتبہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی گئی۔

سوال: کعبہ میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: خانہ کعبہ کے اندر نماز جائز ہے، کسی بھی سمت منہ کیا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ، وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ بَأْسٌ أَنْ يُصَلِّيَ فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی، لہذا بیت اللہ کے کسی بھی کونے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔''

(صحيح البخاري : 1599)

سوال:

جواب:

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ ثابت نہیں کہ وہ کعبہ میں پیدا ہوئے، لہذا انہیں مولودِ کعبہ کہنا درست نہیں۔ اس بارے میں پیش کی جانی والی روایات جھوٹی ہیں، ان پر علمی

وتحقیقی تبصرہ ملاحظہ ہو:

❀ ام عارہ بنت عبادہ سے منسوب ہے:

''میں ایک دن عرب خواتین کے پاس تھی کہ ابوطالب مغموم و پریشان تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: ابوطالب! کیا ہوا؟ کہنے لگے: فاطمہ بنت اسد سخت دردِ زِہ میں مبتلا ہیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔ اسی اثنا میں محمد ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: چچا جان! کیا مسئلہ ہے؟ کہا: فاطمہ بنت اسد دردِ زِہ میں ہیں۔ انہیں کعبہ میں بٹھا دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر بیٹھ جایئے۔ انہوں نے ایک خوش رو، نظیف اور حسین ترین بچہ جنم دیا۔ ابوطالب نے اس کا نام علی رکھا۔ نبی اکرم ﷺ یہ بچہ اٹھا کر گھر لے آئے۔''

(مناقب عليّ بن أبي طالب لابن المَغازلي، الرقم: 3)

جھوٹی روایت ہے:

① ابوطاہر یحیٰی بن حسن علوی کون ہے؟ کوئی پتہ نہیں۔

② محمد بن سعید دارمی کی توثیق درکار ہے!

③ زیدہ بنت قریبہ کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔

④ ان کی ماں ام العارہ بنت عبادہ کون ہے؟ معلوم نہیں۔

مجہول در مجہول روات کی بیان کردہ روایت کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

''خانہ کعبہ میں سب سے پہلے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور بنو

ہاشم میں سب سے پہلے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی۔''

(أخبار مكّة للفاكهي : 3/198، الرقم : 2018)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① فاکہی رحمہ اللہ کے استاذ ابراہیم بن ابو یوسف کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔شریعت نے ہمیں ثقہ اور معتبر راویوں کی روایات کا مکلّف ٹھہرایا ہے، نہ کہ مجہول اور غیر معتبر راویوں کے بیان کردہ قصے کہانیوں کا۔

② صاحب کتاب فاکہی رحمہ اللہ کا ترجمہ نہیں ملا۔

تنبیہ : امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک :3/384) فرماتے ہیں کہ متواتر (مشہور) ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مولود کعبہ ہیں۔

رہی مؤرخین کی تصریحات، تو وہ بھی اس کے بالکل خلاف ہیں، سبھی کہتے ہیں کہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ پہلے اور آخری مولودِ کعبہ ہیں۔

لہٰذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مولودِ کعبہ ہونا کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں۔اس بارے میں کوئی صحیح وصریح روایت ذخیرۂ حدیث میں موجود نہیں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت اور وفات کے حوالے سے کچھ ثابت نہیں کہ آپ کی ولادت یا وفات کون سے مہینے اور کون سی تاریخ کو ہوئی؟ بعض لوگوں نے اڑتی اڑتی باتوں کو حقیقت کا رنگ دے کر دین بنا لیا ہے، جو کسی طرح جائز نہیں۔

سوال : کیا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی چھت پر اذان کہنا ثابت ہے؟

جواب : فتح مکہ کے موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی چھت پر اذان کہنا ثابت نہیں۔اس بارے میں مروی روایات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَأَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے کعبہ کے اوپر اذان کہی۔''

(اتّحاف المهرة لابن حجر : 4606)

یہ جھوٹی روایت ہے، اس کو یحییٰ بن ہاشم، سمسار، کوفی راوی نے گھڑا ہے۔ یہ ''کذاب'' اور ''وضاع'' ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَرَقِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ، فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نماز کے لیے اذان کہی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 405/7، ح : 36919، أخبار مكّة للفاكهي : 185)

سند موسیٰ بن عُبَیدہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔ یہ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَأَذَّنَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے فتح مکہ والے

دن کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(جامع معمر بن راشد : 19464)

ابو قلابہ تابعی رحمہ اللہ کی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات تک نہیں ہوئی۔ یوں یہ روایت ''منقطع'' ہے۔

یہی روایت أحاديث إسماعيل بن جعفر (ح:477 مختصراً) میں بیان ہوئی، تو اس میں ابوقلابہ نے نُبِّئْتُ (مجھے خبر دی گئی) کا لفظ بولا ہے۔ خبر دینے والا کون تھا؟ کچھ معلوم نہیں۔

❁ ایک روایت یہ ہے:

جَاءَ تِ الظُّهْرُ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا أَنْ يُؤَذِّنَ بِالظُّهْرِ، فَوْقَ ظَهْرِ الْكَعْبَةِ.

''فتح مکہ والے دن جب ظہر کا وقت ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی چھت پر ظہر کی نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔''

(أخبار مكّة للأزرقي، ص :274/1)

سند ''ضعیف'' روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک و کذاب'' ہے۔

② اس کے ''اشیاخ'' نامعلوم ہیں۔

❁ جویریہ بن اسماء ضبعی سے مروی ہے:

''نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے دن (سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی) سیدہ ہند رضی اللہ عنہا سے پوچھا: بتاؤ کہ اسلام کو کیسا پایا؟ وہ کہنے لگیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان! بہت اچھا پایا، لیکن یہ تین باتیں نہ ہوتیں تو اور اچھا ہوتا؛ (رکوع

میں) گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا عمل، دوپٹہ اور کعبے کی چھت پر اس سیاہ غلام کا چیخنا (اذان کہنا)۔آپ ﷺ نے فرمایا: گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا تو اس لیے ضروری ہے کہ رکوع کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ رہی بات اس غلام کی کعبے کی چھت پر چڑھنے کی، تو یہ اللہ کا بندہ بہت اچھا ہے اور دوپٹے سے زیادہ پردے والی کون سی چیز ہے؟''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر: 182/70، 183)

سند ''ضعیف'' ہے، جویریہ بن اسماء تبع تابعی ہیں اور بلاواسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کررہے ہیں۔ یوں یہ روایت ''معضل''، یعنی سخت منقطع ہے۔

❁ ابن ابوملیکہ تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، يَوْمَ الْفَتْحِ، فَأَذَّنَ فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن حکم فرمایا، تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(الطبقات الكبرٰى لابن سعد: 177/3، دلائل النبوّة للبيهقي: 79/5، تاريخ دمشق لابن عساكر: 466/10)

سند ''مرسل'' ہونے کی بنا پر ''ضعیف'' ہے۔ تابعی بلاواسطہ رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کررہے ہیں۔

❁ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ بِلَالًا أَذَّنَ، يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 407/7، ح : 36926)

اس قول کی سند ابو خالد احمر کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، نیز عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے سماع ولقاء کا مسئلہ بھی ہے۔

❀ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے :

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ، فَلَمْ يَزَلْ فِيهَا، حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَقَالَ : يَا بِلَالُ ! قُمْ، فَأَذِّنْ فَوْقَ الْكَعْبَةِ بِالصَّلَاةِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے، تو ظہر کے وقت تک اس میں رہے۔ پھر فرمایا: بلال! اٹھیے اور کعبہ کی چھت پر نماز کے لیے اذان کہیے۔''

(المغازي للواقدي : 737/2، دلائل النبوّة للبيهقي : 328/4)

سند سخت ''ضعیف'' ہے،

① محمد بن عمر واقدی متروک وکذاب ہے۔

② سعید بن مسیّب تابعی رحمہ اللہ بلا واسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، یوں یہ روایت ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

❀ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بعض لوگ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ، أَمَرَ بِلَالًا، فَعَلَا عَلَى الْكَعْبَةِ عَلٰى ظَهْرِهَا، فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهَا.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم

فرمایا۔وہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور نماز کے لیے اذان کہی۔‘‘

(السّيرة النبويّة لابن كثير : 575/3)

اس روایت کو بیان کرنے والے بعض آلِ جبیر بن مطعم نامعلوم اور ’’مجہول‘‘ لوگ ہیں۔نامعلوم لوگوں کی بیان کردہ باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

رَقِيَ بِلَالٌ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ .

’’بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔‘‘

(أخبار مكّة للفاكهي، ص 186)

سخت ’’ضعیف‘‘ ہے۔

① محمد بن عبدالعزیز بن عمر زہری ’’ضعیف، متروک، منکر الحدیث‘‘ ہے۔

② احمد بن محمد بن عبدالعزیز ’’مجہول‘‘ ہے۔

③ ابن شہاب زہری ’’مدلس‘‘ ہیں۔

④ فاکہی کی توثیق ثابت نہیں۔

⑤ فاکہی کے استاذ عبداللہ بن ابوسلمہ کی توثیق نہیں مل سکی۔

الحاصل:

اس مفہوم کی ساری روایات ’’ضعیف‘‘ ہیں۔سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا کعبہ کی چھت پر اذان کہنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

سوال: مسجد میں خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد میں خرید وفروخت جائز نہیں، یہ اللہ کے ذکر کی جگہیں ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتا دیکھیں تو کہیں:

لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ .''

اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔''

کسی کو گم شدہ چیز کا اعلان کرتا دیکھیں تو کہیں:

لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ . ''اللہ کرے نہ ملے۔''

(سنن التّرمذي : 1321؛ عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 176؛ سنن الدّارمي : 1401؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (562) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1305) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (1650) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (2/561) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: حمل کی بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: حمل کی بیع جائز نہیں، اس میں دھوکہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کی بیع سے منع کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2143، صحيح مسلم : 1514)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ .

''رسول اللہ ﷺ نے (بیع غرر) دھوکے کی بیع اور (بیع حصاۃ) کنکری والی بیع سے منع کیا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1513)

سوال: بیع ملامسہ اور منابذہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بیع ملامسہ (محض چھونے سے بیع منعقد کر دینا) اور بیع منابذہ (کسی چیز کی طرف کنکری وغیرہ پھینکنا، جس چیز کو کنکری لگ جائے، اس کی بیع منعقد کر دینا) ناجائز ہیں، یہ ایام جاہلیت کے خرید وفروخت کے رائج طریقے تھے، اس سے منع کر دیا گیا، کیونکہ اس میں دھوکہ پایا جاتا ہے، نیز خریدار اور فروخت کرنے والے کو اختیار باقی نہیں رہتا۔

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ فَأَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ وَأَمَّا اللِّبْسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ .

''رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کی بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے اور دو طرح کے لباس اشتمال صما اور ایک کپڑے سے اس طرح گوٹھ مارنے سے منع کیا ہے کہ شرمگاہ پر کپڑا نہ ہو۔''

(صحيح البخاري : 6284، صحيح مسلم : 1512)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَبَايَعُوا بِإِلْقَاءِ الْحَصٰى وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَايَعُوا بِالْمُلَامَسَةِ وَمَنِ اشْتَرٰى مِنْكُمْ مُحَفَّلَةً فَكَرِهَهَا فَلْيَرُدَّهَا وَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ .

''کنکری پھینک کر بیع (سودا) نہ کریں، دھوکہ نہ دیں (یعنی دھوکہ دینے کے لیے قیمت نہ بڑھائیں) اور بیع ملامسہ (محض چھو کر بیع) نہ کریں۔ جو ایسا جانور خریدے، جس کا دودھ (دھوکہ دینے کے لیے) روکا گیا ہو اور وہ اسے ناپسند کرتا ہے، تو اسے واپس کردے اور ساتھ غلے کا ایک صاع بھی دے۔''

(مسند الإمام أحمد : 460/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: بیع مزابنہ اور محاقلہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایام جاہلیت میں خرید وفروخت کے جو طریقے رائج تھے، ان میں مزابنہ اور محاقلہ بھی شامل ہے، ان میں سود اور دھوکہ پایا جاتا ہے۔ بیع مزابنہ کا مطلب ہے کہ درخت پر لگے پھلوں کی اسی جنس کے ٹوٹے ہوئے پھلوں کے بدلے میں خرید وفروخت کرنا۔ بیع محاقلہ کہتے ہیں کہ کھیت میں موجود سٹے والے دانوں کی کاشت کیے گئے دانوں کے بدلے خرید وفروخت کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوع کی ان دونوں صورتوں سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اس میں واضح دھوکہ اور سود پایا جاتا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَقَالَ الْآخَرُ : بَيْعِ السِّنِينَ

وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

''رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ اور معاومہ (کئی سالوں کی بیع) سے منع فرمایا ہے۔ ایک راوی کے الفاظ ہیں: کئی سالوں کی بیع اور بیع میں استثنا سے منع فرمایا ہے، البتہ 'عرایا' (اندازہ کرنے) کی رخصت دی ہے۔''

(صحيح مسلم : 1536)

(سوال): بیع مصراۃ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بیع مصراۃ حرام ہے۔ مُصَرَّاۃٌ سے مراد وہ جانور ہے، جس کا دودھ اس کے تھنوں میں روک دیا گیا ہو۔

اگر کوئی بکری یا اونٹنی وغیرہ کو بیچنے کے ارادے سے خریدار کو دودھ زیادہ باور کروانے کے لیے ایک دو دن تھنوں میں دودھ روک کے رکھے، تو یہ کام ناجائز و حرام اور دھوکا ہے۔

✿ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ التَّصْرِيَةَ حَرَامٌ .

''جانور کے تھنوں میں دودھ روکنے کی حرمت پر کوئی اختلاف نہیں۔''

(إحكام الأحكام : ۱۱۲/۲)

یہ اقدام اس جانور کو عیب دار بنا دیتا ہے، اگر کوئی غلطی سے ایسا جانور خرید لے اور بعد میں اسے جانور کا وہ عیب پتہ چل جائے، تو شریعت نے اسے اجازت دی ہے کہ تین کے اندر اندر لوٹا سکتا ہے۔ لیکن جب جانور واپس کرے گا، تو جو دودھ پیا ہے، اس کے عوض ایک صاع (دو سیر چار چھٹانک) کھجور دے گا۔

✿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ .

''(خریدار کو دھوکا دینے کے لیے) اونٹیوں اور بکریوں کا دودھ نہ روکیں، جو ایسا جانور خرید لے، وہ دو باتوں میں سے ایک کا اختیار رکھتا ہے، چاہے تو اسے اپنے پاس رکھ لے اور چاہے تو مالک کو واپس کر دے، ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔''

(صحيح البخاري : ٢١٤٨، صحيح مسلم : ١٥٢٤)

❀ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُّصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا، وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، لَا سَمْرَاءَ .

''جو دودھ روکی ہوئی بکری خرید لے، وہ تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار رکھتا ہے اور اگر اس نے بکری واپس کرنی ہو، تو اس کے ساتھ ایک کھجور کا صاع بھی دے، نہ کہ گندم کا۔''

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ مُجْتَمَعٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ وَثُبُوتِهٖ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ .

''اس حدیث کی صحت اور ثبوت پر اجماع واقع ہو چکا ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : ٢٠٨/١٨)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ الشَّافِعِيُّ،

وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ .

''ہمارے اصحاب امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کے یہاں اسی حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : ١٢٥٢)

❁ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُّصَرَّاةً أَوْ نَاقَةً، ...... فَهُوَ مِنْهَا بِآخِرِ النَّظَرَيْنِ، إِذَا هُوَ حَلَبَ إِنْ رَدَّهَا، رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ .

''جو ایسی بکری یا اونٹنی خریدے، جس کا دودھ روک لیا گیا، اس کا دودھ دوہنے کے بعد اس کے پاس دو اختیار ہیں۔ اگر تو اس نے وہ واپس کرنی ہو، تب وہ اس کے ساتھ ایک صاع طعام (کھجور) بھی مالک کو دے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٨٨١٩، وسندهٗ صحيحٌ)

حدیث مصراۃ اور احناف:

آپ جان چکے ہیں اس حدیث کی سند صحیح اور متواتر ہے، ائمہ حدیث و نقل نے اس پر اجماع کیا ہے۔ لیکن اہل الرائے اس حدیث کو خلاف قیاس قرار دے کر رد کرتے ہیں۔

اس حدیث پر انہوں نے مختلف اعتراضات بھی وارد کر رکھے ہیں۔ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ نے ''عارضۃ الاحوذی'' میں اس حدیث پر وارد آٹھ اعتراضات کے مسکت اور تسلی بخش جوابات دیے ہیں۔

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ .

''(نص کے مقابلہ میں) سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٤/٨٦، وسندهٗ حسنٌ)

جب نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تین دن کے اندر اندر جانور واپس کرے اور جتنا دودھ بھی پی لیا ہے، اس کے بدلے ایک صاع کھجور ادا کرے۔ اب آقائے کریم ﷺ کے اس فرمان کے مقابلہ میں قیاس کھڑا کرنا تعجب خیز ہے۔

سوال: براق کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کو سفر معراج میں بیت اللہ سے بیت المقدس تک سفر جس جانور پر کروایا گیا، وہ ''براق'' ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ، قَالَ : فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ : فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ

''میرے پاس براق لایا گیا، یہ سفید رنگ کا ایک لمبوترا جانور تھا، گدھے سے بڑا اور خچر سے ذرا چھوٹا، جہاں نگاہ جاتی وہاں اس کے قدم پڑتے، میں اس پر سوار ہو گیا اور ہم بیت المقدس تک پہنچ گئے، بیت المقدس پہنچ کر اس کو ایک کڑے سے باندھ دیا گیا، یہ وہ کڑا ہے، جہاں انبیائے کرام بھی اپنے جانور باندھا کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم : 162)

❁ سیدنا مالک بن صعصعہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے ہمیں اسراء ومعراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

...... ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ، يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ، فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، يَقَعُ خَطْوُهٗ عِنْدَ أَقْصٰى طَرْفِهٖ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ.

''......ایک سفید جانور لایا گیا، جس کا نام ''براق'' تھا۔ جو جسامت میں گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اپنا ایک قدم انتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا۔''

(صحيح البخاري : 3887، صحيح مسلم : 164، واللّفظ لهٗ)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِجَ بِهٖ عَلٰى دَابَّةٍ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ.

''متواتر روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کا سفر ''براق'' نامی جانور پر شروع کرایا گیا۔''

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 264/5)

(سوال): کیا تدلیس، ارسال اور راوی کا مجہول ہونا صحت روایت میں مانع ہے؟

(جواب): محدثین کرام کے اُصولوں میں تدلیس، ارسال اور راوی کی جہالت صحت روایت میں مانع ہے، جبکہ احناف نے محدثین کے اُصولوں کے خلاف اپنے اُصول وضع کیے ہیں، روایات کی تحقیق میں معیار محدثین کے اُصول ہی ہیں، کیونکہ روایات محدثین کی ہیں، انہیں قبول یا رد کرنے کے اُصول بھی وہ ہوں گے، جو محدثین نے کتاب وسنت سے اخذ کیے ہیں۔

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُكَلِّفِ اللّٰهُ أَحَدًا أَنْ يَأْخُذَ دِينَهٗ عَمَّنْ لَا يُعْرَفُ .

''اللہ تعالیٰ نے کسی کو غیر معروف لوگوں سے دین حاصل کرنے کا مکلّف نہیں بنایا۔''

(الكامل لابن عدي :207/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا نَحْنُ فَإِنَّا لَا نَقْبَلُ مِنَ الْأَحَادِيثِ إِلَّا حَدِيثًا قَدْ عُرِفَتْ رُوَاتُهٗ بِالْعَدَالَةِ وَالصِّدْقِ فِي الرِّوَايَةِ فَإِذَا كَانَ بَعْضُ رُوَاتِهٖ مَطْعُونًا فِيهِ عِنْدَ أَئِمَّةِ أَهْلِ النَّقْلِ فَأَدْنٰى حَالِهٖ أَنْ يَكُونَ غَيْرَ ثَابِتِ الْعَدَالَةِ وَالصِّدْقِ فَلَا نَقْبَلُ حَدِيثَهٗ حَتّٰى نَقِفَ مِنْ حَالِهٖ عَلٰى مَا يُوجِبُ قَبُولَ خَبَرِهٖ .

''ہم (محدثین) وہی حدیث قبول کرتے ہیں، جس کے راوی عدالت اور صدقِ روایت میں معروف ہوں، اگر سند کا کوئی راوی ائمہ محدثین کے ہاں مطعون ہو، تو اس کی ادنیٰ صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اس کی عدالت اور صداقت ثابت نہ ہو، تو بھی ہم اس کی حدیث قبول نہیں کریں گے، یہاں تک کہ ہم اس کے حال سے واقف ہو جائیں، کیونکہ راوی کے حال سے واقف ہونا قبول روایت کے لیے ضروری ہے۔''

(القِراءة خَلفَ الإمام، ص201)

❁ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

جِهَالَةُ الرَّاوِي لَا تَقْدَحُ فِي رِوَايَتِهٖ .

''راوی کی جہالت روایت میں قدح کا باعث نہیں ہے۔''

(التّجريد : 196/1)

❁ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (۲۶۱ھ) ''مرسل'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَلْمُرْسَلُ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ .

''ہمارے اور محدثین کے ہاں مرسل حجت نہیں ہے۔''

(مقدمة صحيح مسلم، ص 20)

❁ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

إِرْسَالُ الْخَبَرِ لَا يُؤْثِرُ فِيهِ عِنْدَنَا .

''ہمارے نزدیک روایت کا مرسل ہونا (قبول روایت میں) مؤثر نہیں۔''

(التّجريد : 196/1)

❁ نیز لکھتے ہیں:

إِنَّ الْمُرْسَلَ وَالْمُسْنَدَ عِنْدَنَا سَوَاءٌ .

''ہمارے (احناف کے) نزدیک مرسل اور مسند (متصل) برابر ہیں۔''

(التّجريد : 2984/6، 5396/10، 5922/11)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قُلْنَا : لَا نَقْبَلُ مِنْ مُدَلِّسٍ حَدِيثًا حَتّٰى يَقُولَ فِيهِ : حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ ....

''ہم کسی مدلّس سے کوئی بھی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ اس میں سماع کی تصریح نہ کردے۔''

(الرّسالة، ص 380)

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَكُونُ حُجَّةً فِيمَا دَلَّسَ .

''مدلس راوی تدلیس والی روایت میں حجت نہیں ہوتا۔''

(الكامل لابن عدي :34/1، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّدْلِيسُ لَا يَقْدَحُ فِي الرِّوَايَةِ .

''تدلیس، روایت میں قدح کا باعث نہیں۔''

(التّجريد :165/1)

سوال: کیا روافض سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی یوم شہادت کو عید مناتے ہیں؟

جواب: روافض سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت کو عید مناتے ہیں، آپ کا قاتل ابولؤلؤ مجوسی کو بابا شجاع الدین کے نام سے یاد کرتے ہیں، یہ عید ربیع الاول کی ۹ تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

❀ مشہور شیعہ، نعمت اللہ جزائری نے ان الفاظ میں باب قائم کیا ہے:

نُورٌ سَمَاوِيٌّ يَكْشِفُ عَنْ ثَوَابِ يَوْمِ قَتْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ .

(الأنوار النّعمانية :108/1)

❀ عباس قمی شیعہ نے لکھا ہے:

إِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيدٍ، وَهُوَ مِنْ خِيَارِ الْأَعْيَادِ .

''یہ عید کا دن ہے اور یہ بہترین عید ہے۔''

(الکُنٰی والألقاب: 55/2)

(سوال): کیا محدثین روافض کی روایت سے حجت پکڑتے تھے؟

(جواب): محدثین غالی روافض کی روایت سے قطعاً حجت نہیں پکڑتے تھے۔

❁ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (۲۰۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُكْتَبُ عَنِ الرَّافِضَةِ فَإِنَّهُمْ يَكْذِبُونَ .

''روافض سے حدیث نہیں لکھی جائے گی، کیونکہ وہ جھوٹے ہیں۔''

(الجرح والتعدیل لابن أبي حاتم: 28/2، وسندۂ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا التَّشَيُّعُ فِي عُرْفِ الْمُتَأَخِّرِينَ فَهُوَ الرَّفْضُ الْمَحْضُ فَلَا تُقْبَلُ رِوَايَةُ الرَّافِضِيِّ الْغَالِي وَلَا كَرَامَةَ .

''متاخرین کی اصطلاح میں تشیع، رفض محض کو کہتے ہیں، پس غالی رافضی کی روایت قبول نہیں کی جائے گی، نہ اس کی عزت وتکریم ہے۔''

(تہذیب التّہذیب :94/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ غَالِبَهُمْ كَاذِبٌ وَلَا يَتَوَرَّعُ فِي الْإِخْبَارِ .

''روافض میں اکثر جھوٹے ہیں، حدیث بیان کرنے میں محتاط نہیں۔''

(تہذیب التّہذیب: 458/8)

(سوال): کیا محدثین صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے والے کی روایت قبول کرتے تھے؟

(جواب): صحابہ کو گالیاں دینے والا اسلام سے خارج ہے، اس کی روایت قبول نہیں۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَشْتِمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلِيهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''جو بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یا سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابیٔ رسول کو گالی دے، وہ دجال (پرلے درجے کا جھوٹا) ہے، اس سے روایت نہیں لی جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہو۔''

(تاريخ الدّوري: 2670)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ فَهُوَ أَهْلٌ أَنْ لَّا يُرْوٰى عَنْهُ .

''جو کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہے، وہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت قبول کی جائے۔''

(تهذيب التّهذيب: 438/11)